بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل ربوہ

خلافت نمبر

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ پچاس پیسے

جلد ۶۴/۲۹ ۔ ۱۲ جمادی الاوّل ۱۳۹۵ھ ۔ ۲۴ ہجرت ۱۳۵۴ہش ۔ ۲۴ مئی ۱۹۷۵ء ۔ نمبر ۱۱۶

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

# جماعتِ احمدیہ کیلئے خلافت (قدرتِ ثانیہ) کی عظیم الشان بشارت

## تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی

"یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے... اور جس راستبازی کو وہ دُنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پُوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیدیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں... جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے... تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی" (الوصیت)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۲۴ ہجرت ۱۳۵۴ھش
۲۴ مئی ۱۹۷۵ء

# اِسلام کو غالب کرنے والا آسمانی نظام

جماعتِ احمدیہ کے قیام کا مقصد اسلام کو پُوری دُنیا میں غالب کرنا ہے۔ اِس مقصد کا بہ تمام و کمال پُورا ہونا بنظرِ ظاہر دو قسم کے خصوصی انتظامات کا متقاضی ہے۔

اوّل جماعتِ احمدیہ کے افراد کی نسلاً بعد نسلٍ رُوحانی تربیت کے ایک ہمہ گیر نظام کا قیام تا اِس رُوحانی تربیت کے ایک شیریں ثمر کے طور پر ان کے وجودوں میں اسلام کی ایسی دلکش تصویر نمودار ہو کہ اس کی دلآویزی و دلکشی سے متأثر ہو کر دوسرے مذاہب والے اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں۔

دوم ایک ایسی تنظیم کا قیام جو رُوحانی طور پر تربیت یافتہ مبلّغینِ اسلام کو دُنیا کی مختلف اقوام کی طرف بھجوانے اور ضروری لٹریچر مہیا کرنے اور دیگر متعلقہ کام سر انجام دینے کا مستقل بنیادوں پر انتظام کرے۔

اب جہاں تک ہر دو نوعیت کی تنظیموں کا تعلق ہے انسانی کوششوں کے ذریعہ وسائل کی حد تک ان کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ لیکن جہاں تک ان ہر دو نوعیت کی تنظیموں کے اصل مقاصد کا تعلق ہے محض انسانی کوششوں سے انہیں پُورا نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان کا پُورا ہونا کلیۃً اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پر موقوف ہے۔ اگر افرادِ جماعت کی کماحقہٗ روحانی تربیت کو ہی دیکھا جائے تو یہ محض تنظیم قائم کرنے سے نہیں ہو سکتی کیونکہ اِس کے لئے تزکیۂ نفوس ضروری ہے اور نفوس کا تزکیہ محض تنظیم کے ذریعہ نہیں ہو سکتا اور نہ محض افرادِ جماعت کی ذاتی کوششیں اور مجاہدے اس بارہ میں پورے طور پر نتیجہ خیز ثابت ہو سکتے ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ نفوسِ انسانی کا تزکیہ کرنا خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے جیسا کہ قرآن مجید میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدسی صفات صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:-

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ (النور آیت ۲۲)

ترجمہ:- اور اگر اللہ کا فضل اور رحم تم پر نہ ہوتا تو کبھی بھی تم میں سے کوئی پاکباز نہ ہوتا لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاکباز بنا دیتا ہے۔

اسی طرح جہاں تک تبلیغ و اشاعت کے ذریعہ دوسری قوموں کے افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا کر انہیں حلقہ بگوشِ اسلام بنانے کا تعلق ہے اس مقصد کو بھی محض تنظیم قائم کرنے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ دُوسروں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنانے کے لئے صرف پیغام پہنچا دینا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ ضروری ہوتا ہے کہ انکے دل بدلے جائیں۔ دلوں کا بدلنا انسانوں کے بس میں نہیں ہوتا۔ انہیں بدلنا خدا تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ (الاعراف آیت ۱۷۹)

ترجمہ:- جنہیں اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والے ہیں اور جن کو وہ گمراہ کرے وہی گھاٹا پانے والے ہوتے ہیں۔

اِن آیات سے ظاہر ہے کہ خواہ تزکیۂ نفوس کے ذریعہ مومنوں کی رُوحانی تربیت کا کام ہو یا غیر مذاہب والوں کو اسلام کی آغوش میں لانے کا کام، یہ دونوں ہی خدا تعالیٰ کے اپنے کام ہیں جنہیں وہ ہمیشہ اپنے ماموروں اور ان کے خلفاء کے ذریعہ انجام دیتا ہے۔ اِسی لئے وہ ہر مامور کے بعد تزکیۂ نفوس اور قلبِ ماہیت کے کام کو جاری رکھنے کے لئے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ ضرور قائم فرماتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مامور من اللہ کے وصال کے بعد حقیقی اور اپنے اصلی معنوں کی رُو سے یہ دونوں کام نظامِ خلافت کے بغیر پایۂ تکمیل کو پہنچ ہی نہیں سکتے۔

اِسی وجہ جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الوصیّت میں بالوضاحت بیان فرمایا ہے یہی ہے کہ مامورینِ الٰہی خدا تعالیٰ کی مجسّم قدرت ہوتے ہیں اور جنہیں وہ اُن کے بعد خلافت کے رفیع الشان منصب پر فائز فرماتا ہے وہ اُس کی قدرتِ ثانیہ کا مظہر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور کرامتِ خاص سے ان دونوں قسم کے مقدس و مطہر اور برگزیدہ وجودوں کی دُعاؤں اور توجہ کو مومنین کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراتا ہے۔ وہ دن اور رات ان کی تربیتِ باطنی میں مصروف اور ان کی آلودگی کے ازالہ کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے طالبوں کو اپنی روح سے قوّت دیتا ہے، اُنہیں گندی زیست سے صاف کرتا ہے اور اُن کی زندگی میں پاک تبدیلی بخشتا ہے اور وہ اُس چراغ کی مانند بن جاتے ہیں جو اُونچی جگہ رکھا جاتا ہے اور دُنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی پھیلاتا ہے۔ اِس طرح حق دنیا میں پھیلتا چلا جاتا ہے۔ سو حق محض تنظیموں کے ذریعہ نہیں بلکہ خلافت کے آسمانی نظام کی برکت سے پھیلتا اور غالب آتا ہے۔

اِس آخری زمانہ میں، بحمد اللہ تعالیٰ جماعتِ احمدیہ کو افرادِ جماعت کی کماحقہٗ رُوحانی تربیت کرنے اور چار دانگ عالم میں اسلام کو پھیلانے اور غالب کرنے کی جو غیر معمولی توفیق ملتی چلی آ رہی ہے اس کی وجہ محض تنظیم نہیں ہے بلکہ یہ برکت ہے خلافت کے آسمانی نظام کی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق خود قائم فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعتِ احمدیہ میں قدرتِ ثانیہ کے ظہور یعنی نظامِ خلافت کے دائمی قیام کی بشارت پہلے ہی دے دی تھی۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رقم فرمایا:-

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ ... سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ ... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دُوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔" (الوصیّت)

اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی قدرتِ ثانیہ کے ظہور یعنی خلافت کے آسمانی نظام کے دائمی قیام کی غرض یہ بیان فرمائی:-

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دُنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اِس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔" (الوصیّت)

اِس سے ظاہر ہے کہ اسلام کو دنیا میں پھیلانے اور غالب کرنے نیز اسلام میں داخل ہونے والوں کی تربیتِ باطنی کو درجۂ کمال تک پہنچانے کی غرض سے جماعتِ احمدیہ میں خلافت کا آسمانی نظام اللہ تعالیٰ نے خود قائم فرمایا ہے اور یہ عظیم الشان کام اس نظام کی برکت کے نتیجہ میں ہی پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔ محض کوئی تنظیم خواہ وہ کتنی ہی مضبوط اور مستحکم کیوں نہ ہو اِس کام کو انجام دینے میں کماحقہٗ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اِس لحاظ سے جماعتِ احمدیہ میں منجانب اللہ قائم ہونے والا خلافت کا نظام اسلام کو دنیا میں پھیلانے اور غالب کرنے کا ضامن آسمانی نظام ہے۔ غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت سے شروع ہوئی ہے حصہ دار بننے کے شرف سے مشرف ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم نظامِ خلافت کے آسمانی نظام کی دل سے قدر کرتے ہوئے اسکے ساتھ اپنی وابستگی کو نسلاً بعد نسلٍ مضبوط سے مضبوط تر بناتے چلے جائیں۔ اس کے بغیر غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں حصہ دار بننے کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اِس مہم میں حصہ دار بننے کی ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ خلافت کے آسمانی نظام کے ساتھ وابستگی کو مستحکم سے مستحکم تر بنایا جائے۔

# خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے

## وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے اور اس کی مدد و نصرت فرما کر یہ ثابت کر دیتا ہے کہ حقیقتاً سب طاقتوں کا میں ہی مالک ہوں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء کو اپنے ایک خطبہ جمعہ میں قرآن مجید کی آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا .... تھتدون کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے۔ اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جس کے متعلق دنیا سمجھتی ہے کہ اسے کوئی علم حاصل نہیں، کوئی روحانیت اور بزرگی اور طہارت اور تقویٰ حاصل نہیں۔ اسے وہ بہت کمزور جانتے ہیں اور بہت حقیر سمجھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کُلّی طور پر فنا اور نیستی کا لبادہ وہ پہن لیتا ہے اور اس کا وجود دنیا سے غائب ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور جو اس کے مخالف ہوتے ہیں انہیں کہتا ہے مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے۔ یہ بندہ بے شک نحیف، کم علم، کمزور، کم طاقت اور تمہاری نگاہ میں طہارت اور تقویٰ سے عاری ہے لیکن اب یہ میری پناہ میں آگیا ہے اب تمہیں بہرحال اس کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اسلئے کہ خدا تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انتخاب خلافت کے وقت اسی کی منشاء پوری ہوتی ہے اور بندوں کی عقلیں کوئی کام نہیں دیتیں۔

اس آیہ کا آیتِ استخلاف کے ساتھ بھی بڑا گہرا تعلق ہے۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک اور رنگ میں اسی قسم کا مضمون بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

اس وقت یہاں میں ساری آیہ کی تفسیر میں نہیں جاؤں گا البتہ یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ میں وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کا مفہوم پایا جاتا ہے کہ خلافت کے قائم ہونے پر اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے "اعتصام بحبل اللہ" کیا تھا پھر اس کی آواز پہ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اپنے عہد کو سمجھنے لگتے ہیں اور یاد رکھتے ہیں اور اس کے مطابق خدا تعالیٰ کی تعلیم پر عمل کرنے والے بن جاتے ہیں۔ اور جب ان کو خدا کا پیار مل جاتا ہے تو اگر دنیا کی ساری دولتیں اس کے عوض میں قربان ہو جائیں تب بھی وہ نہیں چاہتے کہ وہ پیار ان سے کھو جائے اور خدا ان سے ایک سیکنڈ یا لمحہ کے لئے بھی ناراض ہو۔ پھر وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا میں اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے جو وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا میں بیان ہوا ہے۔ تو جس خوف کا آیتِ استخلاف میں ذکر ہے وہ وہی خوف ہے جس کو یہاں یوں بیان کیا کہ ایک گڑھا ہے، آگ، اس میں بھڑک رہی ہے اور اس کے کنارے پر وہ کھڑے ہیں۔ اس سے زیادہ اور خوف کیا ہو سکتا ہے جبکہ وہ آگ خدا تعالیٰ کی لعنت کی آگ ہے، اسکے قہر کی آگ، اسکی ناراضگی کی آگ ہے۔

تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس وقت قوم پر ایک نہایت ہی خوف کا وقت ہوتا ہے کہ کہیں وہ اس آگ کے گڑھے میں گر نہ جائیں، تب خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک نظارہ دنیا کو دکھاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ غنی ہے، دنیا میں سب سے بڑا متقی، دنیا میں سب سے بڑا مطہر، دنیا میں سب سے بڑا عالم، دنیا میں سب سے بڑا عاشقِ قرآن اور عاشقِ رسولؐ کہلانے والے کا بھی خدا محتاج نہیں ہے بلکہ یہی شخص خدا کا محتاج ہے۔

پس اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا نظارہ اس طرح دکھاتا ہے کہ کبھی وہ اپنی قدرت کے اظہار کے لئے اس شخص کو چن لیتا ہے جو قوم کی نگاہ میں بوڑھا ہوتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو بہت دفعہ طعنہ دیا گیا کہ بوڑھا آدمی ہے، سمجھ کوئی نہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ بوڑھا ہے یا تمیں ہے لیکن ہے میری پناہ میں، میری گود میں اس واسطے تم اس کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتے۔

کبھی خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا اس طرح مظاہرہ کرتا ہے کہ ایک بچے کو چن لیتا ہے۔ دنیا کہتی ہے کہ بچہ ہے، قوم تباہ ہو جائے گی، ناسمجھ ہے، کم علم ہے، کم تجربہ ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ بیشک یہ بچہ ہے مگر میں تو بچہ نہیں ہوں میں اپنی قدرت اسکے ذریعہ سے ظاہر کروں گا۔ تب وہ قدرتِ ثانیہ کا مظہر ہو جاتا ہے اور پھر وہی بچہ ان لوگوں کا منہ بند کر دیتا ہے جو اسے بچہ سمجھنے والے اور بچہ کہنے والے ہوتے ہیں۔

کبھی وہ کسی ایسے ادھیڑ عمر انسان کو چن لیتا ہے جسے دنیا اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق قطعاً نااہل سمجھتی ہے اکم علم سمجھتی ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ یہ کام اسکے بس کا ہے ہی نہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ کام اسکے بس کا نہیں ہوتا لیکن کونسا کام ہے جو خدا تعالیٰ اسے چنتا ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے اسکے نفس کو اپنی عظمت اور جلال کے جلوہ کے ساتھ کُلّی طور پر فنا کر دیتا ہے۔ ایسے لوگوں پر کبھی ایسی حالت بھی وارد ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار میں کبھی وہ اس طرح بھی محو اور گم ہو جاتے ہیں کہ ان کا دل چاہتا ہے کہ وہ ساری دنیا میں منادی کر دیں کہ مجھے تم میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے اور پھر خدا تعالیٰ ان سے جو اور جس قدر کام لینا چاہتا ہے اسی قدر ان کی مدد اور نصرت بھی کرتا چلا جاتا ہے اور اس طرح وہ دنیا پر ثابت کرتا ہے کہ خدا ہی حقیقتاً سب قدرتوں والا اور سب طاقتوں والا ہے۔"

(الفضل ۱۷ مارچ ۱۹۶۷ء صفحہ ۳ - ۲)

# بزرگانِ اُمّت کے نزدیک خلافت کی اہمیت

محترم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل سابق رئیس التبلیغ بلادِ عربیہ و مغربی افریقہ

## نعمتِ خلافت

مسئلہ خلافت ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے اور اسلام میں اسکی اہمیت سب دیگر مذاہب سے زیادہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں خاص مسلمانوں سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے اور اس وعدہ کو سورۃ نور میں نازل فرمایا ہے جس کے متعلق خود فرمایا ہے (سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ) کہ یہ ایک ایسی سورۃ ہے جو ہم نے اتاری ہے اور جس پر عمل کرنا ہم نے فرض کیا ہے اور اس میں اپنے روشن احکام بیان کئے ہیں۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔"
(آیت اوّل)

اور وہ وعدہ یہ ہے :-
(وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا، يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝)
(آیت ۵۵ سُورۃ النور)

یعنی اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور اعمالِ صالح کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے، وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا۔ اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے اسے امن کی حالت میں تبدیل کر دیگا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے، وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائینگے۔

خلیفہ اسم فاعل کے معنوں میں بھی لیا جا سکتا ہے یعنی جانشین بننے والا اور اسم مفعول کے معنوں میں بھی لیا جا سکتا ہے یعنی کسی کا جانشین اور قائم مقام بنایا گیا۔ (قرطبی)

اس آیت کریمہ میں اُمّتِ محمدیہ میں سے ایمان لانے والوں اور نیک اعمال بجا لانے والوں سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایسے ہی خلفاء بنائیگا۔ جیسے وہ پہلی اقوام و امم میں خلفاء بناتا رہا ہے گویا مسلمان ہی وہ پہلی اُمّت نہیں جن میں خلافت کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے بلکہ ان سے بھی پہلے جو اُمّتیں اور ملّتیں گزر چکی ہیں، ان میں بھی اللہ تعالیٰ کا سلسلۂ خلافت جاری رہ چکا ہے، چنانچہ اُمّتِ محمدیہ سے قریب ترین اُمّت موسویہ کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ فرمایا :-
(يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا)
کہ اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ اس نے تم میں سے انبیاء بنائے ہیں اور تمہیں بادشاہ بنایا ہے، اور یہی وعدہ اُمّت محمدیہ سے بھی ہے

## اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وعدہ کا اعلان عام ہو جانے کے پانچ سال بعد حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ آپؐ کا وصال ہونے پر مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غمخوار انصار ملّت سَقِيْفَة (حویلی) بَنِیْ سَاعِدَة میں جمع ہونا شروع ہو گئے اور اب کیا ہوگا؟ کے متعلق غور و فکر اور صلاح و مشورہ کرنے لگ گئے۔

اس سانحہ عظیمہ کا طبعی تقاضا تھا کہ آپؐ کے اہل بیت اور آپؐ کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار اسوقت آپؐ کے گھر میں جہاں آپؐ کی رُوح قفصِ عنصری سے پرواز کر گئی تھی حاضر ہوئے اور موجود رہتے اور سوچتے کہ اب کیا کریں؟ اور اس امانت کو کس طرح اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں؟ آپؐ کے یار غار اور شروع سے آخر تک آپؐ کے رفیق کار حضرت ابوبکرؓ اور آپؐ کی دُعائے خاص کا ثمر، حضرت عمرؓ بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت عمرؓ کو یہ اطلاع مل گئی کہ انصار (اصل اہلِ مدینۃ الرسولؐ) سقیفہ بنی ساعدۃ میں جمع ہیں اور باہم مشورہ کر رہے ہیں کہ اب کیا ہوگا؟ انہوں نے یہ اطلاع حضرت ابوبکرؓ کو بھی دیدی اور خیال ظاہر کیا کہ وہاں چلنا چاہیئے تا ایسا نہ ہو کہ کوئی ایسی بات وہاں ہو جائے جس کے نتائج پسندیدہ نہ ہوں۔

حضرت ابوبکرؓ نے بھی آپ کی رائے سے اتفاق کیا اور دونوں سقیفہ بنی ساعدۃ میں پہنچ گئے۔ وہاں جاکر دیکھا کہ انصار یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں داغِ مفارقت دے گئے ہیں اسلئے ہم (انصار) میں سے کوئی شخص ہونا چاہیئے جو آپؐ کا جانشین ہو، اور اس مجلس میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی شامل ہو گئے اور جیسے جیسے اطلاع ملتی گئی وہ بھی شامل ہوتے گئے۔ آخر دونوں فریقوں یعنی انصار اور مہاجرین کی متفقہ رائے سے قرار پایا کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہوں گے اور سب حاضرین نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی اور خدا تعالیٰ کے وعدہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ کی ابتداء ہو گئی اور خلیفۂ رسولؐ کا منصب قائم ہو گیا اور اُمّتِ محمدیہ منتشر ہونے سے بچ گئی اور ایک ہاتھ پر جمع ہو گئی اور سلسلہ خلافۃ الرسولؐ شروع ہو گیا۔

غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع و اتفاق ہوا کہ ساری جماعت کو ایک ہاتھ پہ جو نائب الرسول ہو، جمع رہنا چاہیئے۔

## خلفائے رسول اللہ اور ایفاء وعدہ

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت جب اپنے انتہاء کو پہنچ گئی اور آپؓ کے وصال کی گھڑی قریب آگئی تو آپؓ نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین (خلیفہ) مقرر فرمایا۔ اور جب حضرت عمرؓ اپنا عہدِ خلافت پُورا فرما چکے تو آپ نے چھ بلند پایہ صحابہ کرامؓ کی ایک کمیٹی مقرر فرما دی کہ تم سب مل کر اپنے میں سے ایک کو اپنا خلیفہ بنا لینا اور اس کمیٹی نے حضرت عثمانؓ بن عفان ذی النورین کو اپنے لئے خلیفہ منتخب کر لیا۔ اور جب آپ کے خلاف شورش اٹھی کہ آپ منصبِ خلافت سے الگ ہو جائیں تو آپ نے اسے ان کی طرف سے عہد اطاعت کی خلاف ورزی قرار دیا۔ یہاں تک کہ فاسقوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ پھر آپ کے بعد حضرت علیؓ کی بیعت ہو گئی اور اس طرح ان چاروں متفق علیہم خلفاء اور مقربین بارگاہِ رسالت اصحاب کے عملی نمونہ اور ارشادات نے یہ بات واضح کر دی کہ خلافت ایک خدا داد انعام و نعمت ہے اور اس کے بغیر اُمّت محمدیہ قائم نہیں رہ سکتی اور امت اسلامیہ کی ساری قوت و شوکت خلفاء سے وابستہ ہے۔ اور یہی مذہب حق ہے! ورنہ کیا وجہ ہے کہ ان صحابہ کرامؓ کی موجودگی اور ان کے پے در پے خلیفہ بننے کے باوجود ایک شخص بھی کھڑا نہ ہوا کہ حضرت! قرآن مجید میں ایسی کسی خلافتِ رسالت کا ذکر نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے۔ آپ کو ہمارے ایک ہاتھ پہ جمع رکھنے، جماعت بنائے رکھنے اور باہمی امور میں دخل دینے کی ضرورت نہیں، ہم جیسے حضرت پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے زندگی بسر کرتے، بود و باش رکھتے اور اپنے سب کام خود سر انجام دیا کرتے تھے اب بھی ایسا ہی کر لیا کریں گے! کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جس کے دِل میں یہ خیال گزرا ہو۔

## امام فخر الدین رازیؒ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ چھٹی صدی ہجری کے مایۂ ناز علامہ و فہامہ اُمّت صاحب قلم و متکلم اور عظیم الشان مفسر قرآن مجید ہیں اور آپ کی تفسیر باوجود آپ کے فارسی ہونے کے عربی زبان میں قرآنِ مجید کی تفاسیر میں سے سب سے بڑی تفسیر ہے اور اسی لئے اسے عام لوگ تفسیر کبیر کہتے ہیں۔ آپ آیت استخلاف کی تفسیر میں لکھتے ہیں :-[1]

"واضح ہو کہ اِس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول تو یہ بات پہنچا دے اور اے مومنو! تم اس رسول کی اطاعت کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور نیک کام بھی کئے ہیں یعنی ایمان اور عملِ

[1] عدم گنجائش کی وجہ سے عربی عبارتوں کا اُردو میں ترجمہ درج کر دیا گیا ہے۔ اصل کتب بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔

صالح کو جمع کیا ہے، وعدہ کرتا ہے کہ وہ انہیں زمین میں جانشین یعنی خلفاء بنائے گا اور انہیں ایسا ہی غالب کرے گا اور مالک بنائے گا جیسے ان سے پہلے داؤد اور سلیمان علیہما السلام وغیرہما کے زمانہ میں کر چکا ہے اور ان کے دین کو قائم کر دیگا ـــــ اور دین کو قائم کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ اُن کی مدد اور نصرت کرے گا اور ان کو عزت عطا کرے گا اور جو خوف ان کے دشمنوں کی طرف سے ان پر آئیں گے وہ ان کو امن سے بدل دیگا یعنی ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کرے گا تب وہ اپنے دشمنوں کو قتل کر دیں گے اور اس طرح ان کے شر و رسے امن میں آجائیں گے۔ پس وہ امن سے میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور نہ دشمنوں سے ڈریں گے (فمن کفر) پس اگر کوئی شخص اس وعدہ کے بعد کفر کریگا اور مرتد ہو جائے گا (فاولٰئک هم الفٰسقون) تو وہ فاسق ہوگا۔

جاننا چاہیئے کہ یہ آیت بہت سے مذہبی اصولی مسائل پر مشتمل ہے جن میں سے بعض نہایت اہم مسائل ہم یہاں بطور اشارہ لکھتے ہیں:-

**پہلا مسئلہ** ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (وعد الله الّذین اٰمنوا منکم) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے کیونکہ وعدہ کلام کی ایک قسم ہے ..... اور چونکہ اللہ تعالیٰ مطاع بادشاہ ہے اور مطاع بادشاہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دوستوں سے وعدہ کر سکے اور اپنے دشمنوں کو سزا دے سکے، اس سے ثابت ہوا کہ وہ ذاتِ حق تعالیٰ اپنے بندوں سے بولتا اور کلام کرتا ہے۔

**دوسرا مسئلہ** ۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کا علم ان کے وقوع میں آنے سے بھی پہلے رکھتا ہے ..... دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ایک چیز کے مستقبل (آئندہ زمانہ) میں واقع ہونے کی تفصیل سے خبر دی اور پھر وہ پیشگوئی ایسے ہی پوری ہو گئی جیسے بتلائی گئی تھی اور ایسا ہو نہیں سکتا جب تک کہ اسے اس کا قبل از وقت علم نہ ہو۔

**تیسرا مسئلہ** ۔ اللہ تعالیٰ ہر ممکن چیز پر قادر ہے، کیونکہ اس نے فرمایا ہے لیستخلفنّهم فی الارض کما استخلف الّذین من قبلهم و لیمکننّ لهم دینهم الّذی ارتضٰی لهم و لیبدّلنّهم من بعد خوفهم امنًا) کہ "وہ انہیں خلیفہ بنائے گا اور اس دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے قائم کر دے گا اور ان پر جو خوف آئیں گے ان کو امن میں تبدیل کر دے گا۔ اور اس نے ایسا کر کے دکھا دیا۔ اور ان سب باتوں کو صرف وہی پورا کر سکتا ہے جو ہر ایک ممکن چیز کے کرنے پر قادر ہو۔

**چوتھا مسئلہ** ۔ یہ آیت بتلاتی ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کا مستحق ہے کیونکہ اس نے فرمایا ہے کہ وہ میری عبادت کریں گے .....

**پانچواں مسئلہ** ۔ یہ آیت بتلاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے کیونکہ اس نے فرمایا ہے کہ "وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔" ......

**چھٹا مسئلہ** ۔ یہ آیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے برحق ہونے اور آپؐ کے سچا ہونے پر بھی دلالت کرتی ہے کیونکہ آپؐ نے ایک غیب کی خبر بتلائی یعنی پیشگوئی کی کہ "وہ ضرور بالضرور ان کو زمین میں خلفاء بنائے گا اور ان کے دین کو جو اس خداوند پاک نے ان کیلئے پسند کیا ہے قائم کر دے گا اور ان پر جو خوف آئیں گے ان کو امن میں تبدیل کر دے گا" اور یہ غیب کی خبر جو آپؐ نے دی پوری ہو گئی اور ایسی غیب کی خبر دینا ایک معجزہ ہے اور معجزہ صداقتِ نبوت کی دلیل ہوتا ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

**ساتواں مسئلہ** ۔ یہ آیت بتلاتی ہے کہ ایمان اور عمل صالح دو الگ الگ امور ہیں (گو ہیں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم) .....

**آٹھواں مسئلہ** ۔ یہ آیت چاروں ائمہ کی امامت (یعنی امامت حقہ ہونے) پر دلالت کرتی ہے .....

اس کے بعد آپ بعض شبہات کا جواب درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"اگر یہ کہا جائے کہ (وعد الله الّذین اٰمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّهم) سے مراد یہ ہے کہ ہر مومن اور عمل صالح کرنے والا خلیفہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ منکم میں (مِنْ) تبعیضیّة ہے ...... یعنی تم میں سے بعض خلفاء ہوں گے۔ یہ نہیں کہ ہر ایک ایمان لانے والا اور عمل صالح کرنے والا خلیفہ بنا دیا جائے گا۔"

"..... اگر یہ کہا جائے کہ اس استخلاف (خلیفہ بنانے) سے مراد خلافتِ امامت نہیں بلکہ یہ مراد ہے کہ ایمان لانے والے اس زمین میں امن و امان سے بود و باش رکھیں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ زمین میں یہ رہائش تو سب مخلوقات کو حاصل ہے لیکن جس خلافت کا یہاں وعدہ دیا گیا ہے یہ تو ایک بشارت ہے اور بشارت و خوشخبری کا تقاضا ہے کہ یہ عام جانشینی سے مغایرت رکھتی ہو! اور اللہ تعالےٰ کا یہ فرمانا کہ "جیسے اس نے ان سے پہلے لوگوں کو جانشین بنایا تھا" پس وہ لوگ کبھی تو بسبب نبوّت خلفاء بنتے تھے اور کبھی بسبب امامت (یعنی نیابتِ خلافتِ نبوّت) اور یہاں بھی خلافت دونوں صورتوں میں موجود و حاصل ہے ...... "و من کفر بعد ذٰلك" یعنی جس نے ان نعمتوں کا انکار کیا "فاولٰئک هم الفٰسقون" تو وہ نافرمان ہیں"

(تفسیر سورۃ النور؛ مفاتح الغیب)

## علّامة القرطبی

امام محمد بن احمد الانصاری الخزرجی القرطبی جو ساتویں صدی ہجری میں گزرے ہیں (وفات ۶۷۱ھ) اپنی مشہور و معروف تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں لکھتے ہیں:-

"یہ آیت (انّی جاعل فی الارض خلیفة) ایک امام اور مطاع خلیفہ۔ جس کی ہر بات سُنی جائے اور اس کی اطاعت کی جائے۔ بنانے کے لئے بطور اصول ہے۔ تا اس کے ذریعہ اتحاد و اتفاق قائم رہے اور خلیفہ کے احکام نافذ کئے جا سکیں اور امت اور ائمہ امت (یعنی عوام و خواص امت) میں ایک خلیفہ ضرور بالضرور ہونے کے متعلق کوئی اختلاف نہیں۔ بجز ایک شخص الأصمّ کے (اس کا نام ابوبکر الاصمّ تھا۔ اصمّ کے معنی سخت بہرے کے ہیں۔ یہ معتزلہ کے بڑے بڑے لوگوں میں سے تھا۔ ناقل) جو بہرہ تھا یعنی شریعت کے احکام سُننے سے بہرہ تھا، یا وہ جو اس کا ہم خیال ہو۔ یہ بہرہ کہتا ہے کہ مذہب میں خلیفہ ہونا واجب نہیں! ہاں ہو سکتا ہے۔

اگر امت کے لوگ خود ہی حج کر لیا کریں اور آپس میں باہمی عدل و انصاف کو قائم رکھیں اور ہر حق دار کو اس کا حق دیتے رہیں اور مالِ غنیمت وغیرہ خود ہی تقسیم کر لیا کریں اور صدقات مستحقین میں تقسیم کرتے رہیں اور جس پر کوئی شرعی سزا لازم آئے اس کو سزا دیدیا کریں تو انہیں اپنے لئے کوئی خلیفہ مقرر کرنا واجب نہیں اور اس کے خلاف ہماری دلیل (ایک خلیفہ ہونا واجب ہے پر) اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ "انّی جاعل فی الارض خلیفة" میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں اور (یا داؤد انّا جعلنٰك خلیفة فی الارض) "اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا" اور اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان: (وعد الله الّذین اٰمنوا منکم و عملوا الصّٰلحٰت لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فی الارض) کہ وہ ان میں خلفاء بنائے گا وغیرہ آیات"

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن جلد اوّل ص۲۶۳ و ص۲۶۴)

دوسرے مقام پر آپ خلافت کی اہمیت کو قرآن مجید سے اس طرح واضح کرتے ہیں کہ:-

"علماء نے فرمایا ہے کہ کعبہ وغیرہ کو لوگوں کی بقاء کا ذریعہ بنانے میں اللہ تعالےٰ کی یہ حکمت ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کو آدمیت کے سلیقہ و طور و طریقہ پر بنایا ہے یعنی ان میں باہمی حسد و رقابت اور باہمی قطع تعلقات و نارا ضگیاں اور نہب و سلب و لوٹ مار اور قتل و خونریزی وغیرہ رکھدی ہیں۔ پس ضروری تھا کہ مشیت الٰہیہ اور حکمت ربانیہ اس بات کا بھی انتظام کرتی کہ ان حالات میں کوئی ایسا شخص بھی پیدا کیا جاتا، جو ایک دوسرے پر تعدّی کرنے سے منع کرتا اور ایک دوسرے کو بُری باتوں سے روکتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (انی جاعل فی الارض خلیفة)۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو خلافت کا حکم دیدیا۔ اور ان سب کے کام ایک شخص کے سپرد کر دیئے، جو انہیں آپس میں تنازعات کرنے سے روکے اور قطع تعلقات کی بجائے باہمی الفت کی تلقین کرے اور مظلوم کو ظالم سے بچائے اور ہر شخص کو اپنی محنت کا فائدہ اٹھانے کا حق دے ..... یقیناً بادشاہ کا ایک سال جور و جفا لوگوں کے لئے اتنا نقصان رساں اور تکلیف دہ نہیں جتنا کہ لوگوں کا ایک منٹ کے لئے بے قابو ہو جانا اور من مانی کارروائیاں کرنا ضرر رساں ہے پس اس فائدہ کے لئے اللہ تعالےٰ نے خلیفہ پیدا فرمایا تا اس خلیفہ کی رائے کے مطابق کام ہوں اور عام لوگوں کے جور و جفا کو اس خلیفہ کے ذریعہ دُور کیا جائے ....."

(تفسیر آیات جعل الله الكعبة ص۳۲۵، جلد ۶)

## تیرھویں صدی کے ایک مشہور مفسر قرآن

علامہ محمود شکری آلوسی بغدادی (وفات ۱۲۷۰ھ) اپنی مشہور تفسیر روح المعانی میں آیت استخلاف کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت استخلاف میں کسی آئندہ خلافت کا ذکر نہیں بلکہ اس سے صرف یہی مقصود تھا کہ جب مدینہ منورہ

پر کفار کے حملے بڑھ گئے اور اہلِ مدینہ کے لئے نہ دن کو آرام رہا نہ رات کو چین تو بعض صحابہؓ نے حضرت پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! بڑی تکلیف ہو گئی ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ اس کے بعد چار پانچ سال کے اندر جزیرۂ عرب میں اسلام قائم ہو گیا اور خوف کی جگہ امن نے اور شرک کی جگہ توحید نے لے لی اور یہی اِس آیت کا مقصد تھا۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ یہ تفسیر حضرت ابن عباسؓ اور مجاہد کی طرف منسوب کرنے والے اِس بات کو نظر انداز کر جاتے ہیں کہ ان کے ایسا لکھنے سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ خلافت پر ایمان نہیں رکھتے تھے!

پھر آپ نہج البلاغۃ (جو شیعہ اصحاب کے اعتقاد کے بموجب حضرت علیؓ کے خطبات پر مشتمل کتاب ہے) کے حوالہ سے لکھتے ہیں:-

"نہج البلاغۃ میں لکھا ہے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر (یعنی علیؓ) کرم اللہ وجہہٗ سے اہلِ فارس کے ساتھ جب وہ جنگ کے لئے جمع ہو رہے تھے۔ جنگ کرنے کے لئے اپنے فارس کی طرف جانے کے لئے مشورہ طلب فرمایا تو آپ نے فرمایا کہ اس کام کی کامیابی یا ناکامی کا دار و مدار نہ کثرت پر ہے نہ قلت پر، کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا دین ہے جسے اس نے غلبہ عطا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کا لشکر ہے، جسے اس نے عزت دی ہے اور جس کی اس نے مدد کی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ عزّ اسمہٗ نے فرمایا ہے (وعد اللّٰہ الّذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الّذین من قبلھم ولیمکّننّ لھم دینھم الّذی ارتضٰی لھم ولیبدّلنّھم من بعد خوفھم امنًا) اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کی مدد کرنے والا ہے۔ اسلام میں خلیفہ کا مقام تو اس دھاگہ کا ہے جس میں منکے پروئے ہوتے ہیں۔ پس اگر دھاگہ ٹوٹ جائے تو وہ سب بکھر جاتے ہیں اور کئی ایسی بکھرنے والی چیزیں ہوتی ہیں کہ اگر وہ بکھر جائیں تو پھر جمع نہیں ہو سکتیں۔ اور عرب اگرچہ آجکل بہت تھوڑے ہیں مگر وہ اسلام کی وجہ سے بہت ہیں اور اکٹھے اور مجتمع ہونے کی وجہ سے عزیز و غالب ہیں۔ پس آپ قطب (وہ کیلی جس کے گرد چکی چکر لگاتی ہے۔ ناقل) بنیں اور عربوں کے ذریعہ چکی چلائیں اور اپنی جگہ انہیں جنگ کی آگ میں جھونکیں، کیونکہ اگر آپ اس سرزمین سے باہر چلے جائیں گے تو عرب ہر طرف سے آپ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ یہاں تک کہ وہ خلل اور کمزوری جو آپ کے پیچھے یہاں واقع ہو جائیگی اس سے زیادہ اہم اور نقصان رساں ہو گی جو آپ آگے مشاہدہ کریں گے اور گویا غیر عرب اقوام آپ کی طرف کل اس طرح دیکھیں گی کہ عرب قوم کی جڑھ یہی شخص ہے۔ اگر ہم آج اس جڑھ کو کاٹ دیں تو ہمیں ان سے نجات حاصل اور راحت نصیب ہو جائے گی۔ تب وہ آپ پر پل پڑیں گے اور سارا زور آپ کی ذات کے خلاف لگا دیں گے۔ اور آپ نے جو ان کی کثرتِ تعداد کا ذکر فرمایا ہے تو ہم نے ان سے گزشتہ ایام میں اپنی کثرت کی وجہ سے لڑائی نہیں کی بلکہ ہم تو خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد کی وجہ سے ان سے لڑتے رہے ہیں۔"

(تفسیر آیت استخلاف ص۱۸۷ جلد ۱۸، طبع مصر)

---

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ہزار اوّل کے بعض لوگوں نے وعدۂ خلافت کو قریش میں محصور کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ لیکن مولوی ابوالکلام آزاد صاحب نے اپنی مشہور اُردو کتاب مسئلہ خلافت میں اِس حدیث کو روایت اور درایت کے لحاظ سے غلط ثابت کر دیا ہے اور اس سے پہلے مصر میں الشیخ رشید رضا صاحب مدیر رسالہ المنار نے بھی خلیفۂ اُمّت کے لئے اس شرط کو ضروری قرار نہیں دیا۔ اور مزید برآں یہ کہ آیتِ استخلاف میں صرف ایمان اور عملِ صالح کی شرط مذکور ہے، قریشی یا غیر قریشی، عربی یا عجمی ہونے کی شرط مذکور نہیں۔

---

## ضروری گزارش

۱۔ احباب خط و کتابت کرتے وقت اپنے چِٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

۲۔ جو احباب اپنا پتہ تبدیل کرواتے ہیں وہ اپنا پتہ صاف الفاظ میں خوشخط لکھ دیا کریں۔

(مینیجر الفضل)

---

# خلافتِ راشدہ کے تاقیامت بقا کی بشارت

## آیتِ استخلاف کا منظوم ترجمہ اور مفہوم

یہ سورۂ نور میں وعدہ ہے سب ایمان والوں سے ۔۔۔ خدا والوں، رسولِ پاکؐ اور قرآن والوں سے
عمل جن کے بھی صالح ہوں گے وہ انعام پائیں گے ۔۔۔ خدا سے وہ جہاں سے دولتِ الہام پائیں گے
عطا ہو گی انہیں ہر دور میں نعمت خلافت کی ۔۔۔ بڑھے گی جس سے عزّ و شانِ محمدؐ کی رسالت کی
خلافت اُن سے پہلی اُمّتوں میں جیسے رائج تھی ۔۔۔ اسی منہج پہ ہو گی اُمّتِ احمدؐ میں بھی جاری
وہ اُمّت کے لئے یکسر حصارِ عافیت ہو گی ۔۔۔ اسی سے سب کی وابستہ صلاح و مشورت ہو گی
خدا کو اپنے بندوں کے لئے جو دیں پسند آیا ۔۔۔ جسے اُس نے بشیر اً بر اَذیرِ نازل ہے فرمایا
خلافت کے ذریعہ اُس کو ہو گی تمکنت حاصل ۔۔۔ جہاں میں عزّ و استحکام و قدر و منزلت حاصل
خلیفہ منتخب جب بھی نیا ہو گا مشیت سے ۔۔۔ بدل جائیں گے سب خوف و خطر امن و سکینت سے
عبادت ہو سکے تا حق کی اطمینان سے ہر دم ۔۔۔ شریک اس کا کبھی ہرگز نہ ٹھہرائیں کسی کو ہم
گراں کردار ہے مشرک کا اتنا حق تعالےٰ پر ۔۔۔ زمین و آسماں بھی کانپ اُٹھتے ہیں اُسے سُن کر
وفا ہوتا رہا ہے اب تلک وعدہ یہ صدیوں سے ۔۔۔ سنہری دور اُمّت پر کئی آئے خلافت کے
بحمد اللہ ملی ہے پھر یہ نعمت اہلِ ایماں کو ۔۔۔ مسیحِ وقتؑ کے اِس دور کے اصحابِ ذی شاں کو

اِک ارشادِ وعیدی بھی ہے اِس وعدہ کے آخر میں
یہ لازم ہے کہ مومن اس کو بھی پیشِ نظر رکھیں

جو بیعت سے کسی راشد خلیفہ کی گریزاں ہے ۔۔۔ جماعت کی نظامت سے الگ رہنے پہ نازاں ہے
سمجھتا ہے جماعت کی ضرورت ہی نہیں اس کو ۔۔۔ خلافت کی قیادت کی ضرورت ہی نہیں اس کو
وہ ہر اک اجتماعی کام سے محروم رہتا ہے ۔۔۔ اہمِ خدمتِ اسلام سے محروم رہتا ہے
جو سچ پوچھو تو وہ شیرازۂ اُمّت کا دشمن ہے ۔۔۔ نظامِ مرکزی کی حکمت و عظمت کا دشمن ہے
رضائے خاصِ ربّ العالمیں وہ پا نہیں سکتا ۔۔۔ اور اس کے سایۂ رحمت کے نیچے آ نہیں سکتا
غرض اُس کی مثال اُس بھیڑ کی مانند ہوتی ہے ۔۔۔ جو ظالم گُرگ کے ہاتھ آ کے اپنا آپ کھوتی ہے

الٰہی رکھ ہمیں وابستہ اسلامی خلافت سے
نہ اِک لمحہ بھی گزرے عمر کا باہر جماعت سے

(محمد صدیق امرتسری ایم اے)

# خلافت کی عظمت و حقانیت کے عظیم نشانات

نشان ساتھ ہیں اتنے کہ کچھ شمار نہیں
ہمارے دین کا قصّوں پہ ہی مدار نہیں
(المصلح الموعودؓ)

(مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

## نورِ محمدی اور نورِ خلافت

خدا زمین و آسمان کا نور ہے۔ وہی ہے جس نے کائناتِ عالم کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالنے کے لئے سب سے پہلے نورِ محمدیؐ کو خلعتِ وجود بخشا۔ (مواہب لدنیہ قسطلانی صـ۹۔ "اقتباس الانوار" صابری صـ۳۴) نورِ خلافتِ اسلامیہ اسی نورِ محمدیؐ کا عکس ہے جو خدا کے دستِ قدرت اور حضرت خاتم النبیینؐ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فیض و برکت سے منصۂ شہود میں آیا۔ حدیث نبوئی میں ہے:۔

"اِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّخْلُقَ خَلْقًا لِلْخِلَافَۃِ مَسَحَ نَاصِیَتَہٗ بِیَدِہٖ۔"

(جامع الصغیر جلد ۱ صـ۵۵۔ کنز العمال جلد ۳ صـ۱۸۸)

جب اللہ عزّ و جلّ کوئی مخلوق خلافت کے لئے پیدا کرتا ہے تو اس کی پیشانی کو اپنے ہاتھ سے ممسوح کرتا ہے۔

اس حدیث کے اگلے الفاظ حضرت امام حاکمؒ نیشاپوری نے مستدرک (کتاب معرفۃ الصحابہ) میں یہ درج کیے ہیں:۔

"فَلَا تَقَعُ عَلَیْہِ عَیْنُ اَحَدٍ اِلَّا اَحَبَّہٗ۔"

(پس جس شخص کی آنکھ بھی خلیفۂ وقت پر پڑتی ہے وہ اس خلیفہ سے محبت کرتا ہے۔)

## عروجِ اُمّت کی بشارت

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے "دلائل" میں حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت کی ہے کہ:۔

"لَمَّا نَزَلَتْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الْاٰیَۃ قَالَ بَشِّرْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ بِالسَّنَاءِ وَالرِّفْعَۃِ وَالدِّیْنِ وَالنَّصْرِ وَالتَّمْکِیْنِ فِی الْاَرْضِ۔"

(در منثور جلد ۵ صـ۵۵)

یعنی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آیتِ استخلاف (وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الْاٰیَۃ) نازل ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا اس اُمّت کو ترقی، رفعت، غلبہ، نصرت اور تمکنت فی الارض کی خوشخبری دی گئی ہے۔

## آنحضرتؐ کی دعا اپنے خلفاء کے لئے

خلفاء راشدین کی جلالتِ مرتبت اور عظمتِ شان کے تعلق میں حضرت امام حسن علیہ السلام سے یہ روایت کی ہے کہ:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلٰی خُلَفَائِیْ قَالُوْا وَمَنْ خُلَفَاءُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ سُنَّتِیْ وَیُعَلِّمُوْنَہَا النَّاسَ۔"

(کنز العمال جلد ۵ صـ۲۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی رحمت ہو میرے خلفاء پر۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا وہ جو میری سُنّت سے محبت رکھیں گے اور اسی کی تعلیم لوگوں کو دیں گے۔

## سُنّتِ خلفاء پر عمل کرنے کی وصیت

خدا کی تقدیرِ خاص کے مطابق چونکہ مستقبل میں نورِ محمدیؐ کی ضیا پاشیاں خلفاءِ اسلام سے وابستہ تھیں اور دنیا انہی کے بابرکت وجودوں میں سُنّتِ نبویؐ اور اُسوۂ نبویؐ کے زندہ اور چلتے پھرتے نمونے دیکھنے والی تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو قیامت تک کے لئے یہ اہم اور تاکیدی وصیت فرمائی کہ:۔

"مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ فَتَمَسَّکُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔"

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صـ۱۲۷)

جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ لوگوں میں بہت بڑا اختلاف دیکھیں گے۔ پس ایسے وقت میں تم میری سنّت اور میرے خلفاء راشدین کی سُنّت کی پیروی کرنا جو ہدیٰ یافتہ وقت بھی ہوں گے۔ تم اس سُنّت کو مضبوطی سے پکڑ لینا اور جس طرح کسی چیز کو دانتوں سے پکڑ لیا جاتا ہے اسی طرح اس سُنّت سے چمٹے رہنا اور کبھی اس راستے کو نہ چھوڑنا جو میرا یا میرے خلفاء راشدین کا ہوگا۔

آنحضرتؐ نے دورِ مہدی موعود کے خلفاء کے لئے (جو "ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْہَاجِ النُّبُوَّۃِ" کے مصداق ہوں گے) یہاں تک تاکید فرمائی:۔

"فَاِنْ رَاَیْتَ یَوْمَئِذٍ خَلِیْفَۃَ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ فَالْزَمْہُ وَاِنْ نُہِکَ جِسْمُکَ وَاُخِذَ مَالُکَ"

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صـ۴۰۳)

فرمایا اگر اس زمانہ میں تو دیکھے کہ زمین میں خلیفۃ اللہ موجود ہے تو اس کی متابعت و مصاحبت اختیار کرنا خواہ اس کی یاداش میں تمہارا جسم لہولہان کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے۔

## نظامِ خلافت سے وابستہ جماعت کی بلند شان

اِس فرمانِ مبارک کی تعمیل کرنے والی خوش نصیب جماعت کا ذکرِ مبارک مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے جن پیارے الفاظ میں کیا ہے وہ ہمیشہ سنہری الفاظ سے لکھے جائیں گے۔ ارشاد فرمایا:۔

۱۔ "اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَّکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ رَاٰنِیْ بِاَھْلِہٖ وَمَالِہٖ"

(کنز العمال جلد ۶ صـ۲۳۶)

میری اُمّت میں مجھ سے انتہائی شدید محبت رکھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے اور ان میں سے ہر ایک یہ آرزو رکھے گا کہ کاش وہ مجھے دیکھ لے خواہ اسے اپنے اہل و مال کی قربانی پیش کرنی پڑے۔

۲۔ "سَیَکُوْنُ بَعْدِیْ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یَسُدُّ اللّٰہُ بِہِمُ الثُّغُوْرَ وَیُؤْخَذُ مِنْہُمُ الْحُقُوْقُ وَلَا یُعْطَوْنَ حُقُوْقَہُمْ اُولٰٓئِکَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُمْ"

(کنز العمال جلد ۶ صـ۲۳۶)

میرے بعد میری اُمّت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے

جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سرحدیں بند کر دیگا۔ ان کے حقوق چھینے جائیں گے، دیئے نہیں جائیں گے۔ یہ لوگ مجھ سے ہوں گے اور میں ان سے ہوں گا۔

## حضرت خاتم الانبیاء کی تجلیات کا ظہور

مندرجہ بالا احادیث سے جہاں دَورِ مہدی موعود کے خلفاء کی مشکلات اور بظاہر خلافت سے وابستہ جماعت کی قربانیوں کا ایک بلیغ نقشہ کھینچا گیا ہے وہاں اس سے عظمتِ خلافت پر بھی کمال روشنی پڑتی ہے اور اس اصول کا پتہ چلتا ہے کہ خلفاء حقیقتاً محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہوتے ہیں جن کی آمد سے دَورِ نبوی کی برکات و انوار پلٹ کر دوبارہ آجاتی ہیں اسی لئے حضور ؐ نے فرمایا کہ نعمتِ خلافت سے متمتع جماعت مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ حضرت مصلح موعود ؓ نے اس اصول کی تشریح نہایت ایمان پرور الفاظ میں کی ہے۔ فرماتے ہیں :۔

"الٰہی نور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہوگیا بلکہ حضرت ابوبکر ؓ کی خلافت کے طاقچہ کے ذریعہ اس کی مدت کو سوا دو سال اَور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت ابوبکر ؓ کی وفات کے بعد وہی نور خلافتِ عمر ؓ کے طاق کے اندر رکھ دیا گیا اور ساڑھے دس سال اس کی مدت کو اور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت عمر ؓ کی وفات کے بعد وہی نور عثمانی طاقچہ میں رکھ دیا گیا اور بارہ سال اس کی مدت کو اور بڑھا دیا گیا۔ پھر حضرت عثمان ؓ کی وفات کے بعد وہی نور علوی طاقچہ میں رکھ دیا گیا اور چار سال نو ماہ اس نور کو اَور لمبا کر دیا گیا۔ گویا تیس سال الٰہی نور خلافت کے ذریعہ اَور لمبا ہوگیا۔"

(تفسیر کبیر النور صفحہ ۳۲۰-۳۲۱)

## خلافت کی حقانیت پر نشانات

اگر قرآن مجید، حدیث نبوی اور اسلام و احمدیت کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو خلفاء راشدین کی حقانیت و صداقت پر بہت سے انفسی، آفاقی، رُوحانی، اخلاقی اور علمی و عملی نشانات ہمارے سامنے آتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ صرف نو ۹ کا تذکرہ کیا جاتا ہے :۔

## انتخابِ خداوندی کا نشان

۱۔ خلفاء کا انتخاب فی ذاتہٖ ہمیشہ خدا کی قدرت کا نشان ثابت ہوتا رہا ہے۔ وجہ یہ کہ اس میں خلفاء کا کوئی ذاتی عمل دخل نہیں تھا اور خدا تعالیٰ کی زبردست تقدیروں اور عظیم الشان روحانی تصرفات نے مومنین کے قلوب کو اُن کی خلافت پر جمع کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو خلیفہ نامزد کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا مگر پھر اس خیال کو بایں سبب ترک فرما دیا کہ "یَابَی اللّٰہُ وَیَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ" (بخاری جلد ۴۔ باب الاستخلاف صفحہ ۱۶۶) کہ اللہ تعالیٰ اور مومنین ابو بکر کے سوا کسی اَور کو خلیفہ بنانا گوارا ہی نہیں کریں گے چنانچہ عملاً ایسا ہی ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سیدنا حضرت علی بن ابی طالب اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہٗ کو "رابع الخلفاء" کے خطاب سے یاد فرمایا تھا یعنی چوتھا خلیفہ۔ (ینابیع المودۃ تالیف شیخ سلیمان بلخی صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ مکتبہ العرفان بیروت)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن الفاظ میں یہ حیرت انگیز خبر دی گئی تھی کہ خدائے رحیم و کریم حضرت علی ؓ کو اتنی لمبی عمر عطا فرمائے گا کہ وہ تین خلافتوں کا دَور اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے اور باوجود ہزاروں لڑائیوں اور مصائب کے زندہ رہیں گے اور مخالف حالات کے باوجود تختِ خلافت پر متمکن ہوں گے۔ چنانچہ رسول عربی ؐ کی یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ "نہج البلاغہ" میں لکھا ہے کہ شہادتِ عثمان ؓ کے بعد جب صحابہ ؓ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے انتہائی تذلّل، عاجزی اور انکسار کے ساتھ (جو سیرتِ بانِ الٰہی کا آسمانی شعار ہوتا ہے) فرمایا کہ میں امیر کی بجائے وزیر بننا زیادہ پسند کرتا ہوں ("اَنَا لکم وزیر اَخیرٌ لکم منّی امیرًا") اس انکار کے باوجود آپ خلیفہ منتخب کر لئے گئے جو اس بات کا قطعی اور یقینی ثبوت ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے ؎

گرچہ بھاگیں جبر سے دیتا ہے قسمت کے ثمار

## شخصیت میں انقلاب کا نشان

۲۔ خلافت کی حقانیت پر ایک انفسی نشان یہ ہے کہ قبائے خلافت پہنتے ہی خلفاء ایک نئی شخصیت بن جاتے ہیں اور ان کے علم و فراست اور قوتِ عملیہ میں عظیم انقلاب رونما ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا رقیق القلب ہونا گویا صحابہ ؓ میں ضرب المثل تھا حتیٰ کہ لکھا ہے کہ جب آنحضور ؐ نے مرض الموت میں انہیں امامت کے لئے ارشاد فرمایا تو اُمّ المومنین حضرت عائشہ ؓ نے عرض کیا کہ ان پر رقت طاری ہو جائے گی۔ دوسری طرف حضرت عمر فاروق ؓ تھے جن کی طبیعت پر جلال غالب تھا مگر آنحضرت کے وصال پر جہاں حضرت عمر ؓ جیسے جلیل القدر صحابی نے یہ مشورہ دیا کہ مدینہ خطرہ میں ہے کہ حضرت اسامہ بن زید ؓ کی سرکردگی میں شام کی طرف لشکر نہ بھجوایا جائے مگر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے منصبِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی یہ باطل شکن اعلان فرمایا کہ اگر بھیڑیے اور کتے بھی تنہائی کی وجہ سے مجھے کھا لیں تب بھی میں اس لشکر کو جانے سے نہیں روکوں گا جسے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنی مرض الموت میں) بھجوانے کا حکم دیا تھا (طبری)۔

حضرت عمر ؓ کی جلالی طبیعت کا ذکر اُوپر آچکا ہے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر بظاہر معمولی باتوں پر تلوار سونت لیتے تھے مگر جب آپ کو خلافت کا مقام عطا ہوا تو مخلوقِ خدا کے ایسے ہمدرد، مونس، شفیق اور خادم بن گئے کہ آپ کی عادات و اطوار کی کایا پلٹ ہوگئی اور جلال کی بجائے جمال کا رنگ غالب آگیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نے "ازالۃ الخفاء" میں آپ کے حالات بڑے شرح و بسط سے لکھے ہیں اور مدینہ میں گشت کرنے اور حاجت مندوں کی فریاد رسی کرنے اور ان کی خدمت بجا لانے کے بڑے ایمان افروز حالات بیان فرمائے ہیں۔ حضرت عمر ؓ کے زہد و ورع کا کمال یہ بھی ہے کہ آپ نے زمانۂ خلافت میں انسانیت کی شاندار اور بے نظیر خدمات بجا لانے کے بعد واپسی کے وقت اپنے مولائے حقیقی کے حضور التجا کی تو یہ کہ "لَا عَلَیَّ وَلَا لِیَ" (بخاری مصری جلد ۲ صفحہ ۱۹۳) یعنی اے میرے رب! میں تجھ سے اپنے اعمال کے بدلہ میں کسی اجر کا طالب نہیں، کسی انعام کا خواہشمند نہیں بلکہ اے میرے رب میں صرف اس بات کا طالب ہوں کہ تو مجھ پر رحم فرما دے اور اگر اس ذمہ داری کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہو تو اس سے درگزر فرما دے۔

## تمکنتِ دین کا نشان

۳۔ مخالف حالات کے باوجود اسلام کو خلفاء ہی کے ذریعہ قوت و شوکت اور تمکنت نصیب ہوئی ہے جس پر تاریخ خلافتِ اسلامیہ شاہد ناطق ہے۔ علاوہ ظاہری اور مادی فتوحات کے کس طرح خلفاء اربعہ کے ذریعہ اشاعتِ اسلام ہوئی اور يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا جو نظارہ چشمِ فلک نے دیکھا وہ اپنی ذات میں بہت سے نشانوں کا مجموعہ ہے۔ حضرت مصلح موعود ؓ فرماتے ہیں :۔

"حضرت ابوبکر ؓ کی خلافت صرف اڑھائی سال کی تھی لیکن اس عرصہ میں خدا تعالیٰ نے جو تائید و نصرت کے نظارے دکھائے وہ کتنے ایمان افزا تھے۔ حضرت ابوبکر ؓ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنیٰ غلام تھے لیکن انہوں نے اپنے زمانۂ خلافت میں روحی فوجوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ اڑھائی سال کے عرصہ میں لاکھوں مسلمان تو نہیں ہوگئے تھے۔ لیکن خلافت کی برکات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں وہ شان اور امنگ اور جرأت پیدا کی کہ انہوں نے اپنے مقابل پر بعض اوقات دو دو ہزار گنا زیادہ تعداد کے لشکر کو بُری طرح شکست کھانے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر ؓ کا زمانہ آیا تو آپ نے ایک طرف روحی لشکر کو شکست دی تو دوسری طرف ایران کی طاقت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر کے رکھ دیا۔ پھر حضرت عثمان ؓ کی خلافت کا دَور آیا۔ اس دَور میں اسلامی فوج نے آذربائیجان تک کا علاقہ فتح کر دیا اور پھر مسلمان افغانستان اور ہندوستان آئے اور بعض افریقہ چلے گئے اور ان ممالک میں انہوں نے اسلام کی اشاعت کی۔ یہ سب خلافت ہی کی برکات تھیں۔"

("مشعلِ راہ" صفحہ ۸۸۴)

اسلام کے دَورِ ثانی میں خلافت کی برکت سے دینِ اسلام کو دنیا بھر میں روحانی اور تبلیغی اعتبار سے جو بے مثال تمکنت حاصل ہو رہی ہے اس کا اعتراف بیگانوں کو بھی ہے۔ چنانچہ ہندوستان کا مشہور رسالہ

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

# اسلام کی نشأۃ ثانیہ خلافت ہی سے وابستہ ہے

(محترم مولانا نور محمد صاحب نسیم سیفی سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ)

موضوع زیر بحث میں دو باتیں خاص طور پر قابل توجہ ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ ان کو سمجھ لینے سے ہی اس موضوع کی حقانیت واضح ہو سکتی ہے۔ ان دو باتوں میں سے ایک تو یہ ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کیا مطلب ہے اور دوسری بات ہے نشأۃ ثانیہ کی خلافت سے وابستگی یعنی اس کی خلافت سے وابستگی کا کیا مطلب ہے اور یہ بات کس طرح ثابت کی جا سکتی ہے اور عقلی اور نقلی ثبوت کے علاوہ حقائق کی دنیا میں یا عملی زندگی میں اس کا کس حد تک دخل ہے اور کیا ہم اس کے عوامل کو محسوس کر سکتے ہیں یا نہیں جہاں تک نشأۃ ثانیہ کے الفاظ کا تعلق ہے یہ ظاہر و باہر ہے کہ ان کا تعلق اس حقیقت سے ہے کہ ایک دفعہ اسلام (جس کا در اصل مفہوم "مسلمان" ہے کیونکہ اسلام تو ایک نہ بدلنے والی حقیقت کا نام ہے اس کا عروج و زوال تو تصوّر سے ہے۔ البتہ مسلمان یعنی اسلام کو ماننے والے نام عروج پر بھی ہو سکتے ہیں اور اسلام سے بے توجہی کے نتیجہ میں قعر مذلت میں بھی گر سکتے ہیں اسلئے جب اسلام کے عروج کا تصور پیش کیا جاتا ہے تو وہ در اصل مسلمانوں کی زندگیوں میں اثر انداز ہو کر ان سے ہر قسم کی توقعات وابستہ کرنے کے مترادف ہوتا ہے) بام عروج پر پہنچکر اپنی جھلک دکھلا چکا ہے۔ اس زمانے کی دنیا کے تمام معروف حصول پر اپنی پر حکمت تعلیم کا اثر پیدا کر کے انسانیت کو لا محدود فائدے پہنچا چکا ہے اپنی تعلیم سے دلوں کو مسحور کر کے اور عملی زندگی میں اس تعلیم کے فوائد کو راسخ کر کے دیگر تمام مذاہب پر غلبہ حاصل کر چکا ہے۔

لیکن جس طرح اس کے عروج کے سلسلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں موجود تھیں۔ اسی طرح آنحضور نے یہ بات بھی قبل از وقت بیان فرما دی تھی کہ ایک زمانہ میں ان کی حالت بدل جائیگی اور دوسرے مذاہب کے پیرو انہیں پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جائیں گے چنانچہ دنیا نے اس پیشگوئی کو بھی پورا ہوتے دیکھا اور عیسائی قوم جو مسلمانوں کے سامنے دم نہ مار سکتی تھی اسے اتنی جرأت پیدا ہو گئی کہ وہ علی الاعلان کہنے لگی کہ وہ دن دور نہیں جب وہ مکہ مکرمہ پر اپنا جھنڈا گاڑ دیگی

اس انحطاط کے بعد ایک دفعہ پھر اسلام کو ابھرنا تھا اس کی حسین و جمیل تعلیم نے ایک دفعہ پھر اپنی زندگی بخش تاثیرات سے دنیا کو حیات نو سے متمتع کرنا تھا چنانچہ تمام مسلمان مفسرین اسبات کو با وضاحت پیش کرتے آئے ہیں کہ سورہ الصف کے یہ الفاظ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ
كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ذریعہ پورے ہوں گے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ ایک دفعہ پھر اسلام کو ادیان باطلہ پر غلبہ بخشے گا اگرچہ یہ بات مشرکین کو کسی صورت میں پسند نہ آئیگی اور غلبہ کی حقیقت اسی صورت میں ثابت ہو سکتی ہے کہ جن پر یہ غلبہ ملنا ہے وہ اس غلبہ کو ناپسند کریں۔ وہ ناپسند کریں گے تو سارا زور لگائیں گے کہ یہ بات وقوع پذیر نہ ہو اور جب ان کی تمام کوششوں کے باوجود غلبہ ہو جائے گا تو دُنیا کو طوعاً و کرہاً اس غلبہ کا اعتراف کرنا پڑے گا۔

گویا اسلام کی نشأۃ ثانیہ در اصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے تعلق رکھتی ہے قرآن کریم اور احادیث کی رو سے اور قرآن کریم کے مفسرین کے مطابق بھی اسلام کی نشأۃ ثانیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کیساتھ شروع ہونی تھی حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہر لمحہ یہ عمل جاری رہتا تھا اور حضور کے بعد حضور کی منظم جماعت کے ذریعہ اس کا تسلسل جاری رہنا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نشأۃ ثانیہ کی طرف مسلمانوں کو بار بار توجہ دلائی۔ ان کے دلوں میں اسلام کے غلبہ کا اعتماد پیدا کرنے کی سعی فرمائی اور اپنے مبارک دل کے یقین کو اس کی استعداد کے مطابق ان کے دلوں میں منتقل کرنے کی کوشش بھی کی۔ اس کے لئے متضرعانہ دعائیں بھی کیں۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے سب سے ضروری اور سب سے اولین بات یہ تھی کہ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے در اصل جن لوگوں نے سب سے پہلے نشأۃ ثانیہ سے متاثر ہونا تھا وہ تو مسلمان ہی تھے۔ شریعت کے استحکام کے لئے اور اسلام کو دلوں میں جا گزیں کرنے کے لئے سب سے پہلے مخاطب مسلمان ہی تھے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جب خدا تعالےٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھکر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پاکر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گذرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس اُمت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانیوالا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں ابتدا سے مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱-۲)

نشأۃ ثانیہ کی تاثیرات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے ان نشانات کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالےٰ نے حضور کی صداقت کے طور پر حضور کو عطا فرمائے تھے نیز حضور نے اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی کہ چونکہ اسلام کا عروج اللہ تعالےٰ کی اٹل تقدیروں میں سے ہے اسلئے فرشتے ساری دنیا میں تحریکات کریں گے اور لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

"چونکہ یہ عاجز راستی اور سچائی کے ساتھ خدا تعالےٰ کی طرف سے آیا ہے اسلئے تم صداقت کے نشان ہر ایک طرف سے پاؤ گے وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے۔ یہ تم قرآن شریف سے معلوم کر چکے ہو کہ خلیفۃ اللہ کے نزول کے ساتھ فرشتوں کا نازل ہونا ضروری ہے تاکہ دلوں کو حق کی طرف پھیریں۔ سو تم اس نشان کے منتظر رہو اگر فرشتوں کا نزول نہ ہوا اور ان کے اترنے کی نمایاں تاثیریں تم نے دنیا میں نہ دیکھیں اور حق کی طرف دلوں کی جنبش کو معمول سے زیادہ نہ پایا تو تم نے یہ سمجھنا کہ آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوا۔ لیکن اگر یہ سب باتیں ظہور میں آ گئیں تو تم انکار سے باز آؤ تا تم خدا تعالےٰ کے نزدیک سرکش قوم نہ ٹھہرو۔"

(فتح اسلام صفحہ ۲۱-۲۳)

حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی کتب ایسی تحریروں سے بھری پڑی ہیں جن میں اس بات پر انتہائی یقین کا اظہار کیا گیا ہے کہ نشأۃ ثانیہ کا وقت آ گیا ہے اور اولین یہ فریضہ حضور علیہ السلام کو ادا کرنا ہے ایسی تحریروں ہی کی وجہ سے امت مسلمہ کو اپنی علو مرتبت کا یقین پیدا ہو رہا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئیگا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا

ہم سے ایک قدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔"

(فتح اسلام صفحہ ۱۵ تا ۱۷)

اسلام ہی سچائی کا آفتاب ہے اور دنیا کے کونے کونے میں اس کی روشنی کا پہنچانا ہی نشأۃ ثانیہ کی غرض ہے۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے وقت چونکہ ادیان باطلہ نے بھی تن من دھن کی بازی لگا دینی تھی اور اپنی قوت کے بل بوتے پر اس خدا کی تقدیر کو بدلنے کی کوشش کرنی تھی اسلئے یہ معرکہ درحقیقت ایک لڑائی کا رنگ رکھتا تھا۔ اس سلسلہ میں حضور نے فرمایا:-

"اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری قوت دکھا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۵-۲۵۸)

حقیقت یہ ہے کہ ادیان باطلہ کا رعب داب مسلمانوں میں کمتری کے جذبات پیدا کر چکا تھا اور اب مسلمان صرف مرثیہ خوانی کرنے ہی کو دلی تسکین کا باعث سمجھتے تھے ان کے ذہن کے کسی گوشہ میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ اس "جنگ" میں اسلام اپنا لوہا منوا سکتا ہے اور اغیار کی پسپائی کا باعث بن سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اس بات کا اعلان فرمایا کہ فتح اسلام کے نام لکھی جا چکی ہے اور دوسرے مذاہب کے پیروکار چاہے کس زور سے حملہ کریں اور کتنی ہی شدت کا حملہ کریں۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہو کر رہے گی انسانی دکھوں کا مداوا صرف اور صرف اسلامی تعلیمات میں پایا جاتا ہے اور چونکہ انسانیت انتہائی طور پر دکھیا ہو چکی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اسلام دستگیری کرے اور اس کی صرف اور صرف یہی صورت ہے کہ اس کی حقانیت ثابت ہو اور دلوں کو مسخر کرے اور اپنی طرف کھینچ کر لوگوں کو مجبور کر دے کہ اپنی بہتری اور بھلائی کے لئے اس کے احکام کو اپنی زندگی کا دستور بنا کر قبول کریں اور دین اور دنیا کے فوائد حاصل کریں۔

حضور علیہ السلام نے مسلمانوں کے دلوں میں یقین کی شمع روشن کی۔ ان کے دلوں سے بے یقینی کی تاریکی کو دور کیا اور انہیں شاہراہ ترقی اسلام پر گامزن ہو جانے کی دعوت بھی دی اور تلقین بھی کی آج دنیا بھر کے مسلمانوں میں زندگی کی جو رمق نظر آتی ہے یہ اسی یقین دہانی کا بالواسطہ نتیجہ ہے۔

اس مضمون کے آغاز میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ دراصل بنیادی طور پر حضرت مسیح موعود کا کام تھا اور حضور نے زندگی کے آخری لمحہ تک اس فریضہ کی انجام دہی جاری رکھی چونکہ یہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے اصول پر تھی اسلئے بنیادی حقیقت یہی ہے کہ حضور کے ذریعہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا جو کام ہوا وہ بھی دراصل نشأۃ ثانیہ کی خلافت سے وابستگی کا مظہر ہے لیکن اگر موضوع کے عنوان میں خلافت کے لفظ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد قائم ہونے والی خلافت سے متعلق کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صراحت کے ساتھ یہ بات بیان فرمائی ہے کہ حضور کے بعد اسلام کی اشاعت اور ترقی کا کام حضور کے پیروکاروں کے ذریعہ ایک خلافتی نظام کے ماتحت جاری رہے گا۔ آخر نشأۃ ثانیہ کا کام ایک عمل جاری کی حیثیت رکھتا ہے۔ اصولی طور پر مسلمانوں میں رائج ہو جانے والی غلطیوں کی اصلاح تو حکم عدل نے کر دی لیکن اسلام کے حقائق کو اور اس کی صحیح تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا کام تو ہمیشہ جاری رہنا ہے۔ اس لئے اس کا تسلسل از بس ضروری تھا حضور علیہ السلام نے اپنی جماعت کو ایک سلسلہ قرار دیکر ہی اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ حضور جس کام کے لئے مبعوث ہوئے تھے اس کی توسیع و ترقی کے لئے کوششیں جاری رکھی جائیں چنانچہ حضور نے فرمایا:-

"یقیناً یاد رکھو کہ یہ سلسلہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا تو دنیا میں ظلمت پھیل جاتی۔ . . . یہ سلسلہ کسی ہاتھ اور طاقت سے نابود نہ ہوگا۔ یہ بڑھے گا اور پھولے گا اور خدا کی برکتیں اور فضل اس پر ہوں گے۔"

(الحکم ۱۳ مئی ۱۹۰۲ء)

اسی سلسلہ میں حضور نے یہ بھی فرمایا:-

"تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا"

(الوصیت)

اس مختصر اقتباس سے دو باتیں کھل کر سامنے آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حضور علیہ السلام کے ذریعہ نشأۃ ثانیہ کا بیج بویا جانا تھا۔ وہ بیج بو دیا گیا۔ جماعت قائم ہو گئی۔ جماعت پر اس کے ذمہ لگایا گیا کام واضح ہو گیا۔ اور جماعت نے ممکن طریق سے اس کام کو آگے بڑھانے کی کوششیں شروع کر دیں اور یہ بھی کہ یہ بیج خود خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ دوسری بات یہ واضح ہو گئی کہ یہ کام تکمیل . . . . . کو پہنچے بغیر رک نہیں سکتا۔ چاہے کوئی کچھ کرے کتنی ہی مخالفت کرے اور کیسا ہی زور لگائے۔ لیکن یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور دنیا پر محیط ہو جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عجیب تصرف ہے کہ اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے درخت کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور اس تحریر کے تئیس چوبیس سال بعد سلسلہ کے ایک شدید معاند کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ یہ سلسلہ ایک تناور درخت بن گیا ہے سلسلہ کا یہ معاند جماعت کی ترقی کا ذکر کرنے کے لئے کوئی اور تشبیہ بھی لا سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے تصرف فرمایا اور اس سے درخت ہی کا لفظ لکھوایا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما چکے تھے کہ

"یہ بیج بڑھیگا اور پھولے گا اور
ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں
نکلیں گی اور ایک بڑا درخت
ہو جائے گا۔"

سوچنے والوں کے لئے یہی بات سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کی دلیل ہے۔ نشأۃ ثانیہ کا بیج بونے کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عبارت بھی دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔ اس عبارت میں آغاز کار میں کمزوری آہستہ آہستہ ترقی اور بالآخر کامل غلبہ کا ذکر ہے۔ کام کے تسلسل کی طرف اشارہ ہے۔ خلافت کے قیام کا ذکر ہے اور خلافت کے ذریعہ اسلام کی ترقی کے کام کی تکمیل کا ذکر ہے حضور کی تحریر کا اقتباس درج ذیل ہے

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہ اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا"

(الوصیت)

اس دوسری قدرت کے نظام کی طرف اشارہ کرنے کے بعد اس کی کسی قدر تفصیل سے جماعت کو آگاہ کرنے کے لئے حضور نے لوگوں کو سلسلہ میں داخل کرنے کے طریق کی وضاحت فرما دی اور یہ بھی بتا دیا کہ دنیا کے تمام سعید لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں گے اور اسلام کا جھنڈا گاڑ دینے کے لئے ایک انقلاب برپا کر کے اس کی نشأۃ ثانیہ کے سامان مہیا کر رہے گی جماعتی نظام

اور جماعت کے اتحاد کی طرف بھی توجہ دلائی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس چھوٹے سے اقتباس میں جماعت کے آئندہ نظام کو بیان کرنے کے لئے گویا دریا بند کر دیا ہے فرماتے ہیں:-

"اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ نے چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین پر متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"

(الوصیت ص۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلافت کی ضرورت اور اہمیت یوں بیان فرماتے ہیں:-

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(شہادۃ القرآن)

ذاتی طور پر اپنی خلافت (یعنی اپنے بعد خلافت) کا حمامۃ البشریٰ میں یوں ذکر فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو درج فرما دیا۔ جس میں کہا گیا ہے کہ

ثُمَّ يُسَافِرُ الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ
اَوْ خَلِيْفَةٌ مِّنْ خُلَفَائِهٖ
اِلٰى اَرْضِ دِمَشْقَ

اب تک جو باتیں پیش کی جا چکی ہیں وہ یہ ہیں

۱ - اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا اصل کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا

۲ - حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے اصول پر ہوئی تھی۔

۳ - حضور علیہ السلام کے کام کو جاری رکھا جانا تھا۔ اس کے لئے بیج بو دیا گیا اور جماعت قائم کر دی گئی۔

۴ - جماعت کا تسلسل اور اس کا نظام خلافت کے ذریعہ ہونا تھا۔

۵ - حضور علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق خلافت قائم ہو گئی اور حضور کے کام کا تسلسل جاری رہا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کام اب خلافت ہی کے ذریعہ ہو گا۔ خلافت کو قائم ہوئے اب تقریباً ستر سال ہو گئے ہیں یہ عرصہ بذات خود اس بات کی دلیل مہیا کرتا ہے کہ اسلام کی ترقی خلافت سے ہی وابستہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے خلافت کے قیام کے لئے جو کوششیں فرمائیں وہ رہتی دنیا تک یادگار رہیں گی۔ خلافت کے اصولی استحکام کے لئے جو کام خلافت اولیٰ میں ہوا وہ آئندہ کی تمام کوششوں کی بنیاد بنا اس کے علاوہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی خصوصی خدمات سر انجام دے کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں کئی سنگ میل نصب کئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے باون سالہ خلافت کے عظیم الشان دور میں جو کارنامے سرانجام دئے ان کا مختصر خاکہ بھی اتنا وسیع ہے کہ ہر بات کا ذکر اس مختصر سے مضمون میں ناممکن ہے۔ حضور نے دنیا کے کناروں تک اسلام کی صحیح اور سچی تعلیم کو پہنچانے کے لئے بے مثال کوششیں کیں مبلغ تیار کئے مشن کھولے۔ مساجد تعمیر کیں قرآن کریم کی تفسیر اور دیگر لٹریچر تیار کیا اور ساری دنیا میں پھیلایا اور اس سارے کام کو روز افزوں وسعت دینے کے لئے تحریک جدید جاری فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے شب و روز اسلام کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے اور ہم سب کو حضور کی قیادت میں دین کی خدمت کرتے ہوئے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے متعدد دیگر سکیموں کے علاوہ "مجلس نصرت جہاں" کے قیام کے ذریعہ دنیا کے ایک مخصوص حصہ کو (جہاں سب سے زیادہ ضرورت تھی) تعلیمی سہولتیں مہیا فرمائیں اور طبی ضروریات کو پورا کرنے کی بنیاد رکھدی۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کے ذریعہ حضرت مصلح موعودؓ کو جو کام جان سے زیادہ عزیز تھے (اسلام کی ترقی کے سلسلہ میں) ان کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھنے کا انتظام فرمایا۔ اسی طرح غلبہ اسلام کی صدی کے آغاز کے استقبال کے لئے جو پروگرام تجویز فرمایا اور جس پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے وہ بھی انشاء اللہ شاہراہ ترقی اسلام پر ایک نہایت اہم سنگ میل ثابت ہو گا۔

حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف عقلی اور نقلی طور پر بلکہ عملی طور پر بھی یہ ثابت شدہ امر ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ خلافت ہی سے وابستہ ہے۔ منہاج نبوت پر قائم ہونے والی خلافت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں قائم ہونے والی خلافت۔

آئیے ہم سب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت سے ہمیشہ وابستہ رکھے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے خدائی پروگرام میں ہماری حقیر کوششیں مشکور ثابت ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔

# رکھتا ہے عجب شانِ خدا نامِ خلافت

ملتا ہے اسی قوم کو انعامِ خلافت
ہو جس کا عمل لائقِ اکرامِ خلافت
خورشید جہانتابِ نبوّت کی کرن سے
رخشندہ ہیں دیوار و درِ بامِ خلافت
یہ سلسلہ در سلسلہ قائم ہے ھُدیٰ کا
جب پیغامِ نبوّت ہی ہے پیغامِ خلافت
پھر شور اٹھا خمکدۂ مصطفویؐ میں
پھر دور میں لائے ہیں وہی جامِ خلافت
شاہی میں گدائی ہے گدائی میں ہے شاہی
رکھتا ہے عجب شانِ خدا نامِ خلافت
آغاز کیا پھر جو مسیحائے زماں نے
تا روزِ قیامت نہیں انجامِ خلافت
تنویرؔ یہ ہے دین کا اک نکتۂ باریک
آزاد وہی ہے کہ جو ہے رامِ خلافت

(تنویر)

## خلافت کی عظمت و حقانیت کے عظیم نشانات

(بقیہ ص۸)

"ہماری زبان" (۲۲ دسمبر ۱۹۵۸ء) رقمطراز ہے:-

"موجودہ زمانے میں احمدی جماعت نے منظم تبلیغ کی جو مثال قائم کی ہے وہ حیرت انگیز ہے ... لٹریچر مساجد اور مدارس کے ذریعہ یہ لوگ ایشیا یورپ افریقہ اور امریکہ کے دور دراز گوشوں تک اپنی کوششوں کا سلسلہ قائم کر چکے ہیں جس کی وجہ سے غیر مسلم جماعتوں میں ایک گونہ اضطراب پایا جاتا ہے"

(بحوالہ کتاب جماعت اسلامی ص۱۰۱ از علامہ ملا ارشد القادری ناشر مکتبہ حامد گنج بخش روڈ لاہور مطبوعہ ۱۹۶۵ء)

(باقی)

# خلافت کا آسمانی نظام اور ہماری ذمّہ داریاں

## سُلطان احمد پیر کوٹی

خدا تعالیٰ کی قدیم سے یہ سُنّت چلی آئی ہے کہ جب انسان اپنے خالق و مالک سے مُنہ پھیر لیتا ہے، صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتا ہے اور بے راہ روی اختیار کر لیتا ہے تو وہ اس کی اصلاح کے سامان اپنی طرف سے کرتا ہے، وہ اس کی ہدایت کے لئے اپنے ایک برگزیدہ انسان کو مبعوث کرتا ہے جو اسے شیطان کی طرف سے ہٹا کر خدا تعالیٰ کی طرف لے آتا ہے۔ اس کے لائے ہوئے نور سے گناہ و عصیان اور کفر و الحاد کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں، ظلم و شرک کا غلبہ مٹ جاتا ہے، انسانی قلوب مائل بہ وحدانیت ہو جاتے ہیں اور شیطان اپنے مذموم مقاصد میں ناکام و نامراد ہو جاتا ہے۔

پھر جب ہم نبوت و رسالت کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کسی رسول یا نبی کی بعثت سے صرف یہ غرض نہیں ہوتی کہ ایک آدمی دنیا میں آئے اور لوگوں کو خدا تعالےٰ کی طرف واپس آنے کیلئے ایک آواز دے، ایک اعلان کرے اور پھر دوسرے جہان کو سدھار جائے بلکہ نبی اور رسول کی بعثت سے یہ مقصد ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک عظیم تغیّر اور انقلاب بپا ہو جس کے لئے ظاہری اسباب کے ماتحت ایک لمبے نظام اور مسلسل جدّ و جہد کی ضرورت ہوتی ہے اسی لئے جب ایک نبی اور رسول بشری تقاضا کے ماتحت اپنے عرصۂ حیات کے محدود ہونے کی وجہ سے اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے لائے ہوئے نور کو دیر تک دنیا میں قائم رکھنے اور اسے دور تک پہنچانے کے سامان کرتا ہے۔ وہ اس کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم کرتا ہے جس کے ذریعہ اس کے دین کو تمکنت اور مضبوطی نصیب ہوتی ہے۔ نبی اور رسول کی وفات کے نتیجہ میں اس کی جماعت میں جو مایوسی کی فضا پیدا ہو جاتی ہے وہ جاتی رہتی ہے اور لوگ کفر و شرک سے ہٹ کر خدائے واحد کی عبادت میں لگ جاتے ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:-

مَا مِنْ نبيّ قطّ الّا تبعتها خلافة۔ (کنز العمال)

یعنی ہر نبی کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہوتا ہے اور اس کا قیام ضروری اور لابدی ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آپ کی لائی ہوئی تعلیم کو پھیلانے کے لئے کئی وجود مبعوث ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری ہوا۔ حضرت مسیح علیہ السّلام کی خلافت کا سلسلہ تو ابھی تک کسی نہ کسی صورت میں قائم چلا آ رہا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کے ماتحت خلافت قائم ہوئی اور اس کا سلسلہ ۳۰ سال تک خلفاء راشدین کی شکل میں اور پھر بعد میں مجدّدینِ اُمّت کی شکل میں قائم رہا تاآنکہ اس زمانہ کا مامور جو سلسلہ محمّدیہ کا خاتم الخلفاء تھا اپنی پوری جلالت شان کے ساتھ اس دنیا میں مبعوث ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت بھی ایک مامور من اللہ کی جماعت ہے اس لئے قدیم الٰہی سُنّت کے ماتحت اس میں بھی خلافت کا قیام مقدّر تھا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

(الوصیّت)

چنانچہ جونہی آپؑ کا وصال ہوا آپؑ کی خلافت کا سلسلہ شروع ہوا۔ خلافت کے پہلے مظہر حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ ہوئے، دوسری خلافت کی خلعت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالےٰ نے پہنائی اور آپ کی خلافت کا سلسلہ کم و بیش ۵۲ سال تک چلتا چلا گیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے تو خلافت کا تاج حضرت مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کے سر پر رکھا گیا۔ خدا کرے کہ آپ کا مبارک دَور دیر تک چلتا چلا جائے اور آپ کے زمانہ میں جو دینی فتوحات مقدّر ہیں وہ ہمیں بھی دیکھنی نصیب ہوں۔

یاد رکھیں خلافت اللہ تعالےٰ کی ایک عظیم نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے لئے یہ قاعدہ مقرر کر رکھا ہے کہ اگر ان کی قدر کی جائے تو وہ انسان کے لئے بے انتہا برکات کا موجب ہوتی ہیں لیکن اگر ان کی ناقدری کی جائے تو یہ امر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں یہود اور نصاریٰ کے متعلق جا بجا یہ ذکر آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان پر اپنی نعماء کی بارشیں نازل کیں لیکن انہوں نے ان کی قدر نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اللہ تعالےٰ کے قہر کے مورد ہوئے۔ یہود کے متعلق قرآن کریم میں ایک جگہ ذکر ہے کہ جب انہوں نے اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کی قدر نہ کی تو ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (البقرہ: ۶۲)

عیسائیوں کو جب مائدہ کا وعدہ دیا گیا تو ساتھ ہی یہ تنبیہہ بھی کی گئی کہ

فَمَنْ يَّكْفُرْ مِنْكُمْ فَاِنِّيْ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّا اُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○

(مائدہ: ۱۶)

غرض خلافت ایک عظیم نعمتِ الٰہی ہے لیکن اس کی وجہ سے ہم پر بعض ذمّہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ اگر ہم ان ذمّہ داریوں کو پورا کریں گے تو یہ نعمت ہمارے لئے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ کی الٰہی بشارت کے ماتحت اور نعمتوں کے نزول کا موجب ہوگی۔

آؤ ہم دیکھیں کہ خلافت ہم پر کیا ذمّہ داریاں عائد کرتی ہے۔ قرآن کریم نے جہاں مسلمانوں کو خلافت کے انعام کا وعدہ دیا ہے وہیں اس نے بعض ذمّہ داریوں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ ذیل میں ہم ان میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں۔

### اعمالِ صالحہ

اللہ تعالیٰ نے خلافت کے انعام کو اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط کیا ہے یعنی اگر کوئی قوم خلافت کے مناسب حال اعمال بجا لائے گی تو وہ اس نعمت سے مستقل طور پر متمتع ہوتی رہے گی۔ پس خلافت کی وجہ سے ہماری پہلی ذمّہ داری یہ ہے کہ ہم نہ صرف خود خلافت سے وابستہ رہیں بلکہ اپنی اولاد در اولاد کو بھی خلافت سے وابستہ رکھنے کی کوشش کریں، تبلیغ اور اشاعتِ دین میں ہمہ تن مشغول رہیں، دربارِ خلافت سے جو تحریک جاری ہو اس میں حصّہ لیں، ہر قربانی جس کا مطالبہ کیا جائے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیں۔

### اقامتِ صلوٰۃ

آیت استخلاف کے معاً بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

اور تم سب نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰتیں دو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت میں خلافت کی تین ذمّہ داریاں بیان کی گئی ہیں۔ ۱۔ اقامتِ صلوٰۃ۔ ۲۔ ایتاءِ زکوٰۃ۔ ۳۔ اطاعتِ رسولؐ۔ اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اشاعت و تمکین دین جو خلیفہ کا سب سے بڑا کام ہے ان تین کاموں کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا۔ خلافت سے صحیح رنگ میں فائدہ اُٹھانے کے لئے ان تین احکام پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ اس آیت میں پہلی ذمّہ داری اقامتِ صلوٰۃ بیان کی گئی ہے یعنی خلفاء پر ایمان لانے کے بعد اقیموا الصلوٰۃ کے حکم پر قائم رہنا ضروری ہے۔ صلوٰۃ کے معنے عبادت کے ہیں اور انسان کی پیدائش کی اصل غرض بھی اللہ تعالےٰ کا عبد بننا ہی ہے۔ اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے انبیاء مبعوث ہوتے ہیں اور خلفاء بوجہ ظلّی ہونے کے اپنے نبی متبوع ہی کا کام کرتے ہیں۔ خود ان کی اپنی ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا خلفاء میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ان کے ماننے والوں کے لئے بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ خدا کے صحیح عبد بن جائیں اور نمازوں کو قائم کرتے چلے جائیں۔

صلوٰۃ کے معنے دعا کے بھی ہیں۔ ان

حنوں کی رُو سے اقامتِ صلوٰۃ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ خلافت سے وابستہ لوگ من حیث الجماعت دعاؤں میں لگ جائیں۔ انسان بہرحال کمزور ہے، اس کے قوئے غیر محدود عرصہ تک کام نہیں کر سکتے اور پھر بوجھ بھی اتنا اُٹھائے گئے ہیں جو اُن کی طاقت کے اندر ہو اس لئے دعاؤں پر زور دینا چاہیئے تا اللہ تعالےٰ اپنی جناب سے ایسے سامان اور اسباب مہیّا فرمائے کہ خلافت سے وابستہ ذمہ داریاں پوری ہو جائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ ہماری جماعت تو پیدا ہی دعا کے لئے کی گئی ہے۔ پس اجتماعی اور انفرادی دعاؤں کو اس حد تک پہنچانا ضروری ہے کہ وہ عنداللہ تمام جماعت کی طرف سے شمار ہوں۔

پھر اقامتِ صلوٰۃ نظام اور وحدتِ جماعت کا بہترین نمونہ ہے۔ انسان امیر ہو یا غریب، حاکم ہو یا رعایا مسجد میں حاضر ہوتا ہے اور تمام دوسرے لوگوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہوتا ہے، دنیوی تمیز بالکل مٹ جاتی ہے۔ سب نمازی ایک ہی حرکت کر رہے ہوتے ہیں اس لئے خلافت کی بشارت کے بعد اقامتِ صلوٰۃ کا حکم دینے میں یہ حکمت ہے اور مسلمانوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ باہم متحد و منظم رہیں، منتشر اور پراگندہ نہ ہوں تا خلافت سے متعلق کام پوری طاقت و قوت کے ساتھ سرانجام دیئے جائیں اور جماعتی قوت و طاقت کا کوئی حصہ ضائع نہ ہونے پائے۔ ہر الٰہی جماعت میں منافق پائے جاتے ہیں جو افتراق و انشقاق پیدا کرتے ہیں۔ مومنین بالخلافت کو ان سے بچنا چاہیئے اور بنیان مرصوص کی طرح متحد ہو کر دین کے کاموں کو سرانجام دینا چاہیئے۔

**ایتاء الزکوٰۃ۔** زکوٰۃ ایک مقررہ طریق پر مال کے خرچ کرنے کو کہتے ہیں اور خلافت کے معاً بعد اس کا ذکر اپنے اندر یہ حکمت رکھتا ہے کہ جب خلیفہ اپنے نبی متبوع کے دین اور پیغام کی اشاعت کی مہمات کو شروع کریگا تو لازماً اس کے لئے اموال کی ضرورت ہو گی اور یہ اموال پیش کرنے اس کے متبعین یعنی خلافت سے وابستہ لوگوں کا کام ہے۔ پس خلافت کے تحت افرادِ جماعت پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان میں سے ایک بھاری ذمہ داری مالی قربانیاں پیش کرنا ہے سو جماعت کے افراد کو اس طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہیئے اور جو مالی قربانی بھی خلیفۂ وقت طلب کریں اس میں بڑی بشاشت سے حصہ لینا چاہیئے۔

جماعت نے اس وقت تک اس سلسلہ میں نہایت عمدہ نمونہ پیش کیا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس میں بیش از بیش ترقی کی جائے اور اپنی نسلوں کو بھی اس کی تلقین کی جائے تا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لایا ہوا پیغام تمام دنیا تک پہنچ جائے اور غلبۂ اسلام کا مقصد جس کے لئے آپ مبعوث ہوئے ہیں کما حقہٗ پورا ہو۔ اور یہ نظارہ ہمیں اپنی آنکھوں سے دیکھنا نصیب ہو کہ ہر طرف مسلمان ہی مسلمان ہوں۔ اگر دوسرے مذاہب کا وجود پایا بھی جائے تو وہ نہ ہونے کے برابر ہو۔

زکوٰۃ کے معنے صفوۃ الشیٔ یعنی اعلیٰ چیز کے ہیں اور انسان کی اعلیٰ چیز اس کی جان ہوتی ہے اس لئے آتوا الزکوٰۃ میں جانی قربانیوں کے پیش کرنے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ خلیفۂ وقت کے مطالبہ پر جماعت کے مرد و زن اپنی زندگیاں اشاعتِ اسلام و احمدیت کے لئے پیش کریں کیونکہ ایسا کئے بغیر خلافت کے مقاصد پورے ہونے مشکل ہیں اور غلبۂ اسلام اور اسلام کی روحانی فتح میں تاخیر ہونے کا امکان ہے۔

**اطاعت رسولؐ۔** خلیفۂ وقت اپنے نبی متبوع کا ظل ہوتا ہے۔ اس کا وجود کوئی علیحدہ وجود نہیں ہوتا اس لئے اطیعوا الرسول سے مراد آیت استخلاف کی مناسبت سے اطاعتِ خلیفہ ہے۔ پھر خلیفہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ وہ اپنے وقت میں ایک مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسلام کی ترقی کی باریک در باریک راہوں کی طرف اس کی راہنمائی ہوتی ہے اس لئے جماعتی ترقی کے لئے جماعت کے جملہ افراد کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کی پوری پوری اطاعت کریں۔ اس کی دعوت کو اپنائیں۔ لفظاً و معناً ہمہ تن اس کی اطاعت کریں۔ اپنی اپنی بولی اختیار کر کے جماعتی ذہن میں انتشار کا موجب نہ بنیں۔ سب کے سب خلیفۂ وقت کے اجتہاد کے پابند ہوں اور شیطان کو ایسا موقع نہ دیں کہ وہ مومنوں کی جماعت میں افتراق و انشقاق پیدا کر سکے اور عملی اور علمی یک جہتی کی ایسی بنیاد قائم ہو جس میں کوئی رخنہ پیدا نہ ہو۔ پس خلافت پر ایمان لا کر افرادِ جماعت کا فرض ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ اس کے بتائے ہوئے طریق کو اختیار کریں اور اطاعت کا ایسا نمونہ پیش کریں جس میں کسی کمی اور کوتاہی کی نشاندہی نہ کی جا سکے۔

## توکّل علی اللہ

جب کوئی دینی نظام دنیا میں قائم ہوتا ہے تو دنیوی طاقتیں اس کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوتی ہیں اور پوری کوشش کرتی ہیں کہ یہ نظام دنیا سے مٹ جائے مگر وہ نظام خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ جب کسی چیز کا ارادہ کرے تو کون ہے جو اس کی راہ میں حائل ہو سکے۔ اسی لئے خلافت سے وابستگی کا دعویٰ کرنے والوں کا سارا انحصار اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے ... وہ اسی پر توکّل کرتے ہیں، اُسی کے آگے گڑگڑاتے ہیں۔ اپنی کمزوری اور کوتاہی کا اقرار کرتے ہوئے اس سے اس کی امداد چاہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامیابی اور کامرانی انہی کے قدم چومتی ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ صرف خدا تعالےٰ پر نظر رکھیں۔ اسی پر توکّل کریں۔ اس کے سامنے ہر ایک چیز کو ہیچ گردانیں۔ اپنا کام کرتے چلے جائیں۔ اور یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ دنیا کی کوئی طاقت خدا تعالےٰ کے ارادوں میں حائل نہیں ہو سکتی۔ کوئی اسے عاجز نہیں بنا سکتا۔

قرآن و حدیث سے اور بھی بہت سی ذمہ داریاں مستنبط ہو سکتی ہیں مگر یہاں صرف چند ایک کا ذکر کیا گیا ہے خدا کرے کہ وہ ہمیں اور ہماری اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق بخشے اور ہم نظامِ خلافت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک کوشش کرتے رہیں اور دنیا کا کوئی لالچ، دنیا کا کوئی خوف اور دنیا کی کوئی مصلحت ہمارے رستہ میں روک نہ ہو۔

اے اللہ! تو ایسا ہی کر۔

آمین

# خلافت

یہی نوعِ بشر کے واسطے تقدیرِ یزدانی
نبوّت قدرتِ اوّل۔ خلافت قدرتِ ثانی

کبھی صدّیقؓ ہو کر اس نے باطل کو کچل ڈالا
ہزاروں بجلیوں کا اِک نِگہ سے رُخ بدل ڈالا

اسی نے عہدِ فاروقیؓ میں ملّت کو جنوں بخشا
کبھی عثمانؓ و حیدرؓ ہو کے ہر دل کو سکوں بخشا

خلافت کی قبائے تام میں ماہِ تمام آیا
ردائے مصطفےٰؐ اوڑھے حَکَم آیا، امام آیا

زفیضِ دل لہُو کی ہر رگ و پے میں رَوانی ہے
خلافت ہی سے وابستہ نظامِ زندگانی ہے

فلاح و کامیابی کا یہی رستہ ہے دُنیا میں
اِسی سے عظمتِ اسلام وابستہ ہے دُنیا میں

اگر کی ملّتِ احمدؐ نے آئین کی پابندی
رہے گا تا ابد جاری یہ فیضانِ خداوندی

عبدالسلام اختر ایم اے
[illegible]

# وقفِ جدید اور انصار اللہ کی ذمّہ داریاں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "نشانِ آسمانی" کے صفحہ پر مزید دس اشتہار مورخہ ۲۶ رمئی ۱۸۹۳ء کو فرماتے ہیں:-

"...... اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعتِ دینِ اسلام کے لئے ایسا احسن انتظام کیا جاوے کہ ممالکِ ہند میں ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر مقرر ہوں اور بندگانِ خدا کو دعوتِ حق کریں تا حجتِ اسلام تمام روئے زمین پر پوری ہو۔"

ہم لوگوں کا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطاب مَن انصاری الی اللہ کے جواب میں نحن انصار اللہ کہا ہے ایمانی فرض ہے کہ حضور اقدس کے مندرجہ بالا منشاءِ مقدس کی تکمیل کے لئے جو وقفِ جدید کی الٰہی تحریک قائم ہوئی ہے اس کو کامیاب کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کریں۔ جو فردِ جماعت اس تحریک میں شامل نہیں ہوا اسے فوراً شامل کیا جائے۔ چندوں کے لحاظ سے مالی قربانی کے لئے ہر فردِ جماعت کو تیار کیا جائے اور اپنے حلقہ کار میں ذی استطاعت احباب کو معاونین خاص میں شامل فرمائیں۔ تا حجتِ اسلام تمام روئے زمین پر پوری ہو۔

(قائد وقفِ جدید انصار اللہ مرکزیہ)

# مرکزی سالانہ امتحانات

امسال خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیرِ اہتمام ہونے والے امتحانات ۸ رجون ۱۹۷۵ء بروز اتوار منعقد ہوں گے۔ قائدین کرام سے التماس ہے کہ وہ اپنے تمام خدام کو ان امتحانات کی پوری تیاری کروائیں۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

# خریدارانِ الفرقان کے لئے اطلاع

ماہِ مئی کا ماہنامہ الفرقان اپنی مقررہ تاریخ اشاعت یعنی پندرہ تاریخ کو بذریعہ ڈاک روانہ کر دیا گیا ہے۔ رسالہ پوری چیکنگ کے بعد پوسٹ کیا جاتا ہے تاہم اگر کسی دوست کو موصول نہ ہوا ہو تو وہ اپنے پوسٹ آفس سے دریافت کرنے کے بعد اطلاع فرمائیں تو انہیں رسالہ دوبارہ بھجوا دیا جائے گا۔ یہ رسالہ بھی خاص شذرات اور مضامین پر مشتمل ہے۔ رسالہ کا سالانہ چندہ دس روپے ہے۔

(مینجر الفرقان ربوہ)